مٹ گئیں دوریاں

ثوبیہ ملک

دس سالہ دانش اسکول سے واپس آ کر اچھلتا کودتا گھر میں داخل ہوا تو اپنے کمرے میں چھ سالہ مریم کو دیکھ کر حیران رہ گیا، کیونکہ آج سے پہلے اس نے سامنے چاکلیٹ کھاتی بچی کو کبھی بھی نہیں دیکھا تھا، وہ ماں کو آوازیں دینے لگا تو مریم جو چاکلیٹ کھانے میں مگن تھی سہم کر اسے دیکھا جبکہ نفیسہ بیگم دوڑتی ہوئی آئی۔

"امی یہ کون ہے؟" دانش نے مریم کی طرف اشارہ کیا تو نفیسہ خاتون مسکرادی۔

"یہ مریم ہے، تمہاری خالہ تھی نہ نوران کی بیٹی۔" انہوں نے دانش کو بتایا تو وہ مریم کے پاس چلا آیا۔

"امی یہ تو بالکل گڑیا جیسی ہے۔" دانش نے مریم کا ہاتھ پکڑ کر دوستی کا اعلان کیا تو وہ جھجکتی

ناولٹ

ہوئی اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دینے لگی جبکہ نفیسہ خاتون نے مسکرا کر ان کو دیکھا۔

"امی ہماری دوستی پکی ہو گی۔" بچوں کی اپنی ہی دنیا تھی۔

"چلو ٹھیک ہے میں ذرا کچن دیکھ لوں تمہارے بھیا کالج سے آنے والے ہونگے تو وہ بھوک کا شور مچائیں گے۔" دانش نے سر ہلایا تو وہ مطمئن سی نظر ڈالتی ہوئی نکل آئی اور مریم بھی دانش کے ساتھ کھیل میں مگن ہوگئی۔

☆☆☆

"کتنی پیاری بچی ہے اور اسے تو معلوم بھی نہیں کہ اس پر کیا قیامت ٹوٹی ہے۔" نفیسہ خاتون نے دوپٹے سے آنسو پونچھے، سعید صاحب بھی آبدیدہ ہوگئے۔

"کیا پتا تھا کہ خالد بھائی اور نور بھابھی حج کا فریضہ ادا کر کے واپس آرہے ہونگے اور ان کا پلین کریش ہو جائے گا، بس اللہ کے کام وہی جانے۔" سعید صاحب نے تاسف سے کہا۔

PRIME URDU NOVELS

"روز بجی پوچھتی ہے کہ میری امی اور ابو کب آئیں گے مگر میں اسے ٹال دیتی ہوں، اس کی معصوم صورت دیکھتی ہوں تو کلیجہ کٹتا ہے میرا، باتیں بھی کتنی پیاری کرتی ہے۔" نفیسہ خاتون کے لہجے میں گہرا ملال اتر آیا، ابھی وہ مزید باتیں کرتے کہ دانش اور مریم ایک دوسرے کے پیچھے بھاگتے ہوئے آئے۔

"خالہ یہ میری گیند نہیں دے رہے۔" وہ منہ بسورتی ہوئی بولی جبکہ دانش معصوم بن کر کھڑا تھا۔

"دانش بیٹا بری بات ہے ایسے نہیں کرتے چلو واپس دے دو، چھوٹی ہے تم سے اور بڑے لڑتے نہیں ہیں چھوٹوں سے۔" سعد صاحب نے کہا تو دانش نے اس کو گیند واپس کر دی جبکہ مریم نے اسے منہ چڑایا تو سب ہنس دیئے۔

"السلام علیکم!" حماد کمرے میں داخل ہوا۔

"ارے آ گئے تم کالج سے۔" نفیسہ نے اپنے سترہ سالہ نوجوان بیٹے کو پیار سے دیکھا تو وہ صوفے پر سکون سے بیٹھ گیا۔

"جاؤ دانش بھیا کے لئے پانی لے کر آؤ۔" دانش بھاگتا ہوا پانی لینے چلا گیا اور لا کر بھیا کے ہاتھ میں تھمایا۔

"امی میں کچھ دیر کے لئے سو رہا ہوں، مجھے ڈسٹرب نہ کرے کوئی۔" حماد نے دانش اور مریم کو سنانے کے لئے خاص طور پر کہا چونکہ وہ بہت شور مچاتے تھے تو اسے غصہ آتا تھا۔

وہ میڈیکل کے دوسرے سال میں تھا اور وہ پوری رات بہت محنت سے پڑھتا اس کا خواب تھا کہ وہ ڈاکٹر بنے جس کی تعبیر کے لئے وہ دن رات کا آرام بھلائے جانفشانی سے پوری محنت رہا تھا۔

☆☆☆

"امی میری شرٹ نہیں مل رہی۔" دانش زور سے چلایا۔

"وہیں رکھی ہوگی، اپنی چیزوں کا خیال رکھا کرو۔" نفیسہ خاتون نے پیار بھری ڈانٹ پلائی۔

"امی نہیں مل رہی مجھے پورے کمرے میں تلاش کی ہے۔" وہ ناراضگی سے بولا۔

"اچھا جا کر اوپر مریم سے کہو، مجھ سے تو سیڑھیاں چڑھ کر اوپر نہیں جایا جاتا۔" نفیسہ خاتون نے جوڑوں کی درد کا بتایا تو وہ جلدی جلدی سیڑھیاں پھلانگتا اوپر آیا تو مریم انگلش کی کتاب کھولے پڑھنے میں مگن تھی۔

"اے مریم بعد میں پڑھنا پہلے میری کالی والی شرٹ ڈھونڈ کر دو۔" اس نے مریم کی پونی کھینچی تو اس نے غصے سے گھورا۔

"جاؤ میں نہیں دے رہی۔" اس نے انکار کیا تو وہ منت پر اتر آیا تو وہ اتراتی ہوئی اٹھ گئی۔

"ایک شرط پر؟"

"بولو نہ دیدی جلدی۔" اس نے منہ بسورا، اس وقت اسے اپنے دوستوں کے ساتھ جانا تھا تو اسے ماننا ہی پڑ رہی تھی۔

"مجھے آئس کریم کھلاؤ گے۔" وہ بھی فوراً بولی۔

"چلو ٹھیک ہے میں شام میں لیتا آؤں گا۔" مریم نے اٹھ کر الماری سے اس کی شرٹ لا دی تو وہ بھی جلدی جلدی تیار ہونے چل دیا کیونکہ اس کے دوست دو بار آ کر اس کا پوچھ چکے تھے۔

☆☆☆

دن تیزی سے گزر رہے تھے، مریم اس وقت انٹر کر چکی تھی اور رزلٹ کا انتظار کر رہی تھی تو خالہ اس دوران اسے گھر کے مختلف کاموں میں طاق کر رہی تھی، دانش ایم اے کے بعد جاب

کے لئے کوششیں کر رہا تھا، لیکن اس کا ارادہ باہر جانے کا تھا اور حماد اپنی ہاؤس جاب تقریباً مکمل کرنے والا تھا۔

شام میں پڑوس میں شادی تھی تو خالہ نے مریم کو تیار ہونے کا کہا تھا تو وہ سرمئی رنگ میں جارجٹ کے دوپٹہ کو کندھے پر پھیلائے، اپنے چہرے کو آئینے میں دیکھ رہی تھی، دانش جو اپنے کام سے اوپر آیا تھا مریم کو یوں سنورا دیکھ کر حیران رہ گیا، دل انوکھے سر الاپنے لگا وہ آہستگی سے چلتا ہوا اس کے پیچھے جا کھڑا ہوا، مریم نے اسے اپنے پیچھے مسلسل گھورتے دیکھا تو ڈپٹنے لگی۔

"کیا مسئلہ ہے، کیوں گھور رہے ہو؟" وہ الجھن میں گھری بولی۔

"میں سوچ رہا ہوں یہ پری کہاں سے اتر آئی ہے ہمارے گھر؟" وہ شوخ لہجے میں بولا۔

"میں تو ہوں پری اور تم کالے جن۔" وہ شرارت سے بولی تو دانش فوراً تپ گیا کچھ دیر پہلے جو دل میں ہلچل ہوئی تھی، اس کی جگہ فوراً غصے نے لے لی۔

"اچھا تو میں کالا جن ہوں، ابھی دیکھو میں تمہارے ساتھ کیا کرتا ہوں۔" وہ خونخوار تیوروں کے ساتھ اس کو پکڑنے کے لئے پلٹا تھا جبکہ وہ اس کا ارادہ جان کر فوراً سیڑھیوں کی طرف بھاگی کہ سامنے سے آتے حماد سے ٹکرا گئی، حماد نے بری طرح اسے غصے سے گھورا اور مریم کو تو ہمیشہ اس سے ڈر لگتا تھا، دانش تو حماد بھیا کو دیکھتے ہی رک گیا جبکہ وہ بے بسی سے لب کچلتی رہی تھی۔

"تمہارے پیچھے کوئی جن لگا ہوا تھا جو یوں بھاگی آ رہی ہو۔" وہ غصے سے بولا۔

"ہاں وہ جن تھا......" وہ خود تھوڑی دیر پہلے کے الفاظ کے زیر اثر تھی تو منہ سے بھی یہی نکلا

شگفتہ شگفتہ رواں دواں

ابن انشا کے شعری مجموعے

آج ہی اپنے قریبی بک سٹال یا براہ راست ہم سے طلب فرمائیں

لاہور اکیڈمی

پہلی منزل محمد علی امین میڈیسن مارکیٹ 207 سرکلر روڈ اردو بازار لاہور

فون: 042-37321690, 042-37310797

لیکن فوراً زبان دانت تلے دبائی۔

"کیا فضول بول رہی ہو؟" وہ ناگواری سے بولا۔

"بھیا وہ دانش تنگ کر رہا تھا۔" اس کی آنکھیں بھر آئی جھیل سی آنکھوں میں آنسوؤں نے عجیب سا سماں باندھ دیا تھا، حماد نے سر جھٹکا۔

"نان سنس جاؤ یہاں سے۔" ایسا ہی ہوتا تھا دانش کی شرارت کی وجہ سے اسے ڈانٹ پڑ جاتی اور وہ بھاگ جاتا، حماد بھیا کا رعب ہی اتنا تھا کہ دانش بھی ڈرتا، اس وقت بھی حماد بھیا کی ڈانٹ کھا کر وہ اداس سی نیچے اتر آئی جہاں دانش مزے سے اس کی اتری صورت دیکھ کر ہنسنے لگا۔

"بھیا نے ڈانٹا ہے نا۔" وہ پوچھ رہا تھا جبکہ اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

"چلو کوئی بات نہیں تم اپنا موڈ مت خراب کرو، اتنی پیاری لگ رہی ہو اگر آنسو چھلک پڑے تو سارا میک اپ بہہ جائے گا اور پھر تم اپنی اصلی حالت میں آجاؤ گی بل بتوڑی۔" وہ دلاسہ دیتے دیتے بھی اپنی عادت سے باز نہ آیا تو اس نے لڑنے کا ارادہ فی الحال ملتوی کر دیا کیونکہ خالہ آوازیں دے رہی تھی۔

"بعد میں پوچھوں گی تم سے۔" اس نے خبردار کیا۔

"اب تو تم نے ہی پوچھنا ہے ساری زندگی۔" جبکہ وہ نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھ کر ساتھ جھٹکتی ہوئی وہاں سے خالہ کے پاس جانے لگی۔

☆☆☆

تقریب میں مریم کو جس نے بھی دیکھا سراہے بغیر نہ رہ سکا، یہاں تک کہ کچھ خواتین نے اپنے بیٹوں کے لئے پسند کر لیا تو نفیسہ خاتون نے انہیں یہ کہہ کر چپ کروا دیا کہ مریم ان کی بہو ہے، جبکہ مریم تمام باتوں سے غافل دلہن کے پاس بیٹھی تھی، رات گئے وہ لوگ واپس آئے تھے تو مریم جاتے ہی اپنے کمرے میں سونے چلی گئی تھی چونکہ وہ بری طرح تھک چکی تھی، اس لئے لمحوں میں ہی غافل ہو گئی، نفیسہ خاتون بھی کمرے میں آ کر لیٹنے لگی تھی کہ دانش ان کے پاس چلا آیا اور ان کی ٹانگیں دبانے لگا تو نفیسہ اس کے اتنی دیر جاگنے پر حیران ہوئی۔

"کیا بات ہے اتنی دیر تک جاگ رہے ہو۔" انہوں نے سوال کیا تو وہ سر کھجاتے ہوئے بولنا شروع ہوا۔

"وہ میں نے سوچا آپ بہت تھک گئی ہیں اس لئے آپ کی تھوڑی خدمت کر لوں۔" وہ مکھن لگاتے ہوئے بولا لیکن وہ بھی اس کی ماں تھی۔

"یہ آج کیسے خیال آ گیا تمہیں۔" انہوں نے گھورا۔

"امی آپ کا خیال مجھے ہر وقت رہتا ہے۔" وہ پیار سے بولا۔

"اچھا زیادہ باتیں نہ بناؤ اور جو کام ہے وہ بتاؤ ورنہ میں سونے لگی ہوں۔" انہوں نے آخر میں دھمکی دی۔

"امی آپ کو پتا ہے میں کتنے سال کا ہو گیا ہوں پورے بائیس کا لیکن آپ لوگوں کو میری فکر ہی نہیں ہے۔" وہ مصنوعی ناراضگی سے منہ بسورتے ہوئے بولا۔

"اچھا یہ بتانے کے لئے تم اتنی رات کو میری نیند خراب کرنے آئے ہو۔" نفیسہ خاتون نے کروٹ بدل کر آنکھیں بند کیں۔

"امی آپ پوری بات تو سنیں۔" وہ روٹھ گیا تو نفیسہ خاتون اب کے ٹھٹکی اور اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"امی اب حماد بھائی نے تو بوڑھے ہو کر بھی شادی نہیں کرنی لیکن میرا تو کچھ خیال کریں۔" وہ شرمانے کی ایکٹنگ کرنے لگا تو نفیسہ خاتون نے اس کی کمر پہ دھموکا جڑا۔

"اچھا تو یہ بات ہے، میں بھی کہوں باؤلا ہو رہا ہے، کون سی لڑکی ہے۔" انہوں نے مسکرا کر پوچھا۔

"امی آپ کو پتا ہے اس کا بلکہ آپ اچھی طرح سے اسے جانتی بھی ہیں، اپنی مریم۔" لفظ اپنی پر زور دیا گیا تھا، نفیسہ خاتون نے حیرت سے دیکھا کیونکہ وہ تو حماد کے لئے مریم کا سوچے ہوئے تھی مگر کوئی بات نہیں دانش کی بیوی بن کر بھی وہ ان کی بہو بنتی جبکہ حماد کو اس سے کوئی دلچسپی نہیں تھی، انہوں نے آگے بڑھ کر دانش کو گلے سے لگایا۔

"میں صبح ہی تمہارے ابو سے بات کرتی ہوں۔" انہوں نے کہا تو دانش نے خوشی سے ماں کو پکڑ کر گھما ڈالا۔

"لڑکے لگتا ہے ماں کی ہڈیاں توڑے گا۔" انہوں نے خود کو دانش کے بازوؤں سے آزاد کرایا۔

"جیو امی ہزاروں سال۔" وہ ماں کے ماتھے پر بوسہ دے کر اپنے کمرے میں آ گیا جبکہ نفیسہ خاتون اس کی دیوانگی پر مسکرانے لگی۔

☆☆☆

اگلے دن نفیسہ خاتون نے سعید صاحب سے بات کی تو انہوں نے اگلے ہفتے ان کی منگنی کا اعلان کر دیا، دانش نے یہ سنا تو خوشی سے بھنگڑے ڈالتا مریم کے کمرے میں جا پہنچا، وہ جو اس خبر کو سن کر اپنے کمرے میں بند تھی، دانش کو یوں اپنے کمرے میں آتا دیکھ کر سٹپٹائی۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟" وہ گھبراتے ہوئے بولی تو دانش چھلانگ لگا کر اس کے بیڈ پر چڑھ گیا اور آرام سے لیٹ گیا۔

"میری مرضی میں جو کروں بلکہ اب تو تمہیں بھی وہی کرنا ہوگا جو میں کہوں گا، آخر کو میری ہونے والی منگیتر ہو۔" وہ شوخ ہوا۔

"منہ دھو کر رکھو۔" وہ اس کے حکم چلانے پر فوراً غصے میں آئی۔

"اچھا میرا منہ گندا ہے، تم دھلا دو۔" وہ شیشے کے سامنے اپنا جائزہ لینے لگا اور پھر اس کے قریب چلا آیا اور وہ ڈر کے مارے دیوار سے جا لگی۔

"یقین نہیں ہے مجھ پر۔" وہ افسوس سے بولا مگر وہ خاموش رہی تو وہ جانے لگا پھر پلٹا۔

"سنو تم خوش ہو ناں؟" کتنی آس سے پوچھا تھا پھر وہ کچھ دیر اس کی طرف دیکھتی رہی پھر بولی۔

"مجبوری ہے اس جن کے ساتھ گزارا کرنا پڑے گا۔" وہ کہہ کر وہاں سے بھاگ گئی جبکہ وہ یوں اس کے اظہار پر مسکرا دیا۔

"میرے پاس ہی آنا ہے میڈم آخر۔" وہ وارننگ بھرے انداز میں اس سے مخاطب ہوا۔

☆☆☆

پھر خوشگوار سی سہانی شام میں خالہ نے اسے انگوٹھی پہنا دی تھی اور اس طرح وہ دانش کے نام سے منسوب ہو گئی، زندگی خوبصورت لمحوں سے لطف اندوز ہوتے گزر رہی تھی کہ اچانک ایک رات سعید صاحب جو سوئے تو پھر سوتے ہی رہ گئے، نفیسہ خاتون تو گم صم ہو کر رہ گئی، مریم نے بہ مشکل ان کو سنبھالا ہوا تھا حالانکہ وہ خود بھی اس غم سے بہت نڈھال تھی، حماد تو کمرہ نشین ہو کر رہ گیا تھا جبکہ دانش کی شرارتیں بھی ختم ہو گئی تھیں، گھر میں بے نام سی اداسی اتر آئی تھی، بس ایک مریم

PRIME URDU NOVELS

ہی تھی جو سب کی دل جوئی میں لگی ہوئی تھی۔

وہ دودھ کا گلاس گرم کر کے حماد کے کمرے میں چلی آئی، جس نے کل سے کچھ بھی نہیں کھایا تھا۔

''بھیا پلیز یہ دودھ پی لیں۔'' وہ ان کی حالت کو دیکھ کر آبدیدہ ہوگئی، حماد نے اس کی آواز پر آنکھیں کھولی جو سرخ انگارہ ہو رہی تھیں، مریم ایک لمحے کے لئے تو ڈر گئی۔

''مریم لے جاؤ میرا دل نہیں چاہ رہا بالکل بھی۔'' وہ اکتائے ہوئے بولا تو مریم کو ان کے صفاچٹ جواب پر اپنا حوصلہ پست ہوتا محسوس ہوا مگر پھر بھی خود کو سنبھالا اسے ویسے بھی حماد بھیا سے ڈر لگتا تھا اسے اچھی طرح یاد تھا کہ بچپن میں وہ جہاں کہیں حماد بھیا کو دیکھتی بھاگ جاتی کیونکہ وہ بہت روڈ قسم کے انسان تھے لمحے میں اگلے بند کو بے عزت کر دیتے۔

''بھیا اگر آپ یوں ہمت ہار جائیں گے تو ہمارا کیا ہوگا، خالہ کو کون سنبھالے گا، آپ بڑے بیٹے ہیں، سب کو آپ سے امیدیں وابستہ ہیں، دانش اور خالہ تو بالکل ڈھے گئے ہیں، صرف آپ ہی ہیں جو اس وقت خود کو مضبوط کر کے ان کا سہارا بن سکتے ہیں۔'' وہ سانس لینے کے لئے رک گئی تھی جبکہ حماد نے اسے حیرانگی سے دیکھا تھا وہ چھوٹی سی لڑکی کتنی سمجھداری کی باتیں کر رہی تھی وہ اٹھ کر بیٹھ گئے۔

''یہ دودھ یہاں رکھ دو میں پی لوں گا، امی نے کچھ کھایا؟'' وہ اس کی باتوں کے زیر اثر تھا۔

☆☆☆

وقت کا کام ہے گزرنا اور وہ گزرتا چلا جاتا ہے، ایک سال بھی پلک جھپکتے گزر گیا تھا، حماد بھیا اپنی ہاؤس جاب بھی مکمل کر چکے تھے اور آغا خان ہاسپٹل میں ہارٹ اسپیشلسٹ تعینات ہو گئے تھے، جبکہ دانش نے جو باہر جانے کے لئے ویزا کے لئے اپلائی کیا تھا اس میں کامیاب ہو گیا، نفیسہ خاتون تو یہ سن کر رونے بیٹھ گئی اور دانش سے سخت ناراض تھی۔

''دانش کیا باہر جانا ضروری ہے۔'' مریم نے آخری کوشش کی کہ شاید وہ رک جائے مگر وہ تو فیصلہ کر چکا تھا۔

''صرف دو سال کے لئے جا رہا ہوں پھر لوٹ آؤں گا، تم لوگ فضول میں پریشان ہو رہے ہو۔'' وہ مریم کو سمجھانے لگا تو اس نے شکوہ بھری نگاہ اٹھائی۔

''کم از کم خالہ ہی کا خیال کر لو۔'' وہ منت بھرے لہجے میں بولی۔

''خالہ کا یا خالہ کی بھانجی کا۔'' وہ شرراتی ہوا تو مریم نے گھورا۔

''مری نہیں جا رہی ہوں تمہارے لئے۔'' وہ خفگی سے بولی تو دانش اس کے اترے چہرے کو نگاہوں میں جذب کرنے لگا۔

''مجھے یاد کرو گی۔'' اس نے پوچھا تو مریم کی آنکھیں بھر آئی۔

''مریم کیا بچوں کی طرح بی ہیو کر رہی ہو، ہنسی خوشی میرے ساتھ وقت گزارو صرف چند دن تو ہوں میں تمہارے ساتھ۔'' وہ اس کے آنسو صاف کرنے لگا تو وہ مزید رونے لگی جبکہ حماد جو کسی کام سے اوپر آیا تھا اس نے یہ منظر عجیب نگاہوں سے دیکھا تھا۔

☆☆☆

آخر وہ دن بھی آ گیا جس دن دانش نے جانا تھا، نفیسہ خاتون اور مریم کی آنکھیں بار بار بھیگ رہی تھی، جبکہ حماد بظاہر تو مسکرا رہا تھا مگر دل اس کا بھی بہت اداس تھا کیونکہ دانش سب کا ہی لاڈلا تھا۔

''دیکھو وہاں جا کر بھول نہ جانا ہمیں۔'' نفیسہ خاتون نے اسے بار بار کی کہیں بات دوبارہ دہرائی۔

''امی آپ کیوں فکر کرتی ہیں، میں روز آپ کو فون کروں گا، بھلا آپ لوگوں کو میں بھول سکتا ہوں۔'' وہ ماں کے گلے سے لگ کر بولا، پھر مریم کے قریب چلا آیا، جو خفگی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

''سنو اپنا خیال رکھنا، صرف اپنے لئے نہیں بلکہ میرے لئے بھی اور جب میں واپس آؤں تو یوں روتے ہوئے نہیں ہنستے ہوئے ملو۔'' وہ اس کے گالوں پہ چٹکی کاٹتے ہوئے بولا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

''بھیا امی کا بہت خیال رکھئے گا اور مریم کا بھی، آپ سب کو میں بہت مس کروں گا۔'' دانش حماد کے گلے سے لگتے ہوئے بولا تو حماد نے اسے کتنی ہی دیر گلے سے لگائے رکھا۔

''تم بھی اپنا خیال رکھنا مجھے فکر رہے گی تمہاری، پہلی بار اتنی دور پرائے دیس میں وہ بھی اکیلے ڈر تو لگتا ہے نہ۔'' حماد بھیا نے کہا۔

''بھیا آپ کا یہ بھائی اب بڑا ہو گیا ہے۔'' وہ جتاتے ہوئے بولا تو وہ ہنس دیا۔

حماد نے ہاتھ ہلا کر اسے رخصت کیا، پھر جب تک وہ نظروں سے اوجھل نہ ہو گیا وہ وہی کھڑا رہا۔

☆☆☆

دانش کے جانے کے بعد گھر میں اداسی سی اتر آئی تھی، گھر بھر میں جو اس کی چہکار گونجتی تھی ویرانی اتر آئی تھی، مریم بولائی بولائی سی پورے گھر میں پھرتی خالہ سے بھی کب تک باتیں کرتی حالانکہ حماد نے اسے کہا بھی تھا کہ وہ آگے ایڈمیشن لے لے مگر اس نے منع کر دیا کیونکہ اس کے خیال میں خالہ گھر پر اکیلی ہوتی ہیں، پھر خالہ کی طبیعت بھی بہت خراب رہنے لگی تھی، ان سوگوار بھرے دنوں میں اچانک خالہ کو حماد کی شادی کا جوش چڑھا تو وہ آج کل اس کے لئے لڑکیاں ڈھونڈ رہی تھیں جبکہ دانش کے آنے پر اس کی شادی ہونی تھی۔

''یہ تصویریں دیکھ کر کوئی ایک پسند کر لو۔'' نفیسہ خاتون نے اسے کہا جو کسی فائل میں گم تھا۔

''امی آپ کوئی ایک فائنل کر لیں آپ کی پسند میری پسند۔'' وہ تابعداری سے بولا تو وہ کھل اٹھی۔

''مجھے تو سمجھ نہیں آ رہی سب ہی اتنی پیاری ہیں۔'' وہ بوکھلائی ہوئی تھی تو حماد تھوڑا شریر ہوا۔

''سب ہی لے آئیں آپ۔'' وہ مسکراتے ہوئے بولا تو انہوں نے سر پہ ہلکی سی چپت لگائی کہ اسی دوران مریم اندر داخل ہوئی۔

''خالہ آج کیا پکانا ہے؟'' اس نے پوچھا۔

''فی الحال کھانے کو چھوڑو، تم ان تصویروں کو دیکھو اور بتاؤ کون سی لڑکی تمہاری بھابھی بن کر اچھی لگے گی۔'' انہوں نے تصویریں مریم کی گود میں ڈالیں۔

''خالہ میں کیسے بتا سکتی ہوں بھلا بھیا سے پوچھیئے آخر کو انہوں نے شادی کرنی ہے۔'' وہ سٹپٹائی تھی۔

''اب تو مریم ہی فائنل کرے گی کیوں امی۔'' حماد شاید بہت خوشگوار موڈ میں تھا اس لئے مریم کو حیرت ہوئی ورنہ وہ تو مریم سے بات کرنا بھی پسند نہ کرتا۔

''ہاں کیوں نہیں آخر تمہاری چھوٹی بہن ہے، حق بنتا ہے بہنوں کا بھائیوں پر پھر تو تمہاری بیوی آ جائے گی ہمیں کہاں پوچھو گے۔'' انہوں نے اسے چھیڑا تو وہ جذباتی ہو گیا۔

''امی میں دانش نہیں ہوں جو......'' اسے ایک دم احساس ہوا کہ وہ کیا کہنے جا رہا ہے فوراً دانتوں تلے زبان دبائی جبکہ مریم شرمندگی سے سر جھکائے وہاں سے اٹھ گئی تو نفیسہ خاتون نے آنکھیں دکھائی۔

''سوری امی۔'' وہ شرمندگی سے بولا اسے واقعی ہی خود پر غصہ آیا ورنہ مریم کو وہ بہت عزیز رکھتا تھا لیکن اظہار کے معاملے میں کنجوس تھا۔

☆☆☆

خالہ کی طبیعت اچانک سے بگڑ گئی تھی، وہ پریشانی میں بغیر دوپٹے کے حماد کے کمرے کا دروازہ بجانے لگی۔

''بھیا خالہ کو دیکھے کیا ہوا ہے۔'' متورم چہرہ، سوجی آنکھیں اور کپکپاتا لہجہ تھا، حماد بھی فوراً بھاگا، ماں کا مکمل چیک اپ کرنے کے بعد اس نے سکون آور انجکشن لگایا تو وہ سو گئیں۔

''جاؤ تم بھی جا کر سو جاؤ، میں امی کے پاس ہوں۔'' اس نے مریم سے کہا۔

''نہیں بھیا آپ آرام کریں میں خالہ کا خیال کر لوں گی۔'' مریم نے اٹل لہجے میں کہا تو حماد کچھ دیر اس کو دیکھتا رہا جو بہت پریشان تھی کچھ دیر قبل، لیکن اب نفیسہ خاتون کی طرف سے اطمینان نے اس کو حوصلہ دیا تھا۔

''او کے میں جا رہا ہوں کوئی مسئلہ ہو تو مجھے بتا دینا۔'' وہ واپس چلا گیا تو مریم بھی اپنے بستر پر آ گئی، جبکہ ذہن دانش کی طرف تھا، کتنے دنوں سے اس نے فون بھی نہیں کیا تھا، اس کو گئے ایک سال ہو گیا تھا، شروع کے چھ مہینے وہ لگاتار فون کرتا تھا مگر پھر آہستہ آہستہ اس نے رابطہ کم کر دیا تھا اور اب ایک مہینہ ہو گیا تھا اسے دانش کی آواز سنے، اس کا دل عجیب وسوسوں کا شکار ہو رہا تھا۔

''شاید بہت زیادہ مصروف ہو گا اور پھر اس کی عادت بھی تو ہے ہمیں تنگ کرنے کی۔'' وہ دل ہی دل میں اس سے مخاطب ہوئی، پھر اسے سوچتے سوچتے وہ کب نیند کی آغوش میں چلی گئی۔

☆☆☆

دانش نے وہاں کسی گوری سے شادی کر لی تھی، یہ خبر نفیسہ خاتون پر بجلی بن کر گری تھی، اس کی اتنے دنوں کی لاتعلقی کے پیچھے یہ راز چھپا تھا، مریم تو یہ سن کر بالکل گم صم ہو کر رہ گئی تھی، کوئی اتنی جلدی بدل جائے گا اسے یقین ہی نہ آتا۔

رو رو کر اب تو آنسو بھی ختم ہو گئے تھے جبکہ نفیسہ خاتون بستر کی ہو کر رہ گئی، بھلا ان کی محبت میں کہاں کمی رہ گئی تھی، جو وہ یوں دیار غیر میں پرائے لوگوں کی محبت میں گرفتار ہو گیا تھا، وہ مریم کے سامنے شرمندگی سے جا بھی نہیں رہی تھی۔

''حماد اس لڑکے نے مجھے رسوا کر دیا۔'' نفیسہ خاتون روتی جاتی تھی۔

''امی صبر کریں، اللہ کی کوئی مصلحت شامل ہو گی۔'' وہ ماں کو حوصلہ دیتے ہوئے بولا ورنہ حقیقت میں اسے خود بھی دانش پر شدید غصہ تھا۔

''کاش میں اسے جانے ہی نہ دیتی، میں تو مریم کا سوچتی ہوں اس معصوم کے دل پر نہ جانے کیا بیت رہی ہو گی۔'' انہیں بس مریم کی فکر کھائے جا رہی تھی۔

''امی دانش دنیا میں آخری لڑکا تو نہیں ہے نہ ہم کوئی اور اچھا سا لڑکا دیکھ کر مریم کو بیاہ دے گئے۔'' وہ امی کو تسلی دینے لگا۔

''میں ذرا مریم کو دیکھ لوں آپ آرام کریں۔'' وہ مریم کے کمرے میں چلا آیا جو بکھرے بالوں کے ساتھ سوں سوں کر رہی تھی، حماد کو اسے دیکھ کر افسوس ہوا۔

''مریم یہ کیا حالت بنا رکھی ہے۔'' کڑے

تیوروں سے پوچھا گیا وہ کرنٹ کھا کر اچھلی۔

''بھیا وہ میں......'' اسے کچھ سمجھ نہ آیا کیا بولے۔

''فٹافٹ سے اپنا حلیہ ٹھیک کرو اور نیچے جا کر امی کے ساتھ ہاتھ بٹاؤ، پتا بھی ہے کہ وہ کتنی بیمار رہتی ہیں مگر تم تو کمرہ نشین ہو کر رہ گئی ہو۔'' حماد اسے اس غم سے نکالنا چاہتا تھا اس لئے اس طرح بی ہیو کر رہا تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں، مریم نے فوراً بیڈ کو چھوڑا تھا اور منہ ہاتھ دھو کر خالہ کے پاس چلی آئی جو افسردہ سی بیٹھی تھیں، اسے دیکھ کر ان کی آنکھیں پھر سے بھر آئی۔

''میری بچی مجھے معاف کر دینا۔'' وہ مریم کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے بولی تو مریم نے سرعت سے ان کے ہاتھوں کو تھام کر چومنا شروع کر دیا۔

''خالہ آپ مجھے کیوں گنگار کر رہی ہیں، اس میں آپ کا کیا قصور ہے پھر مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا، شاید اس سے بہتر ہو میری قسمت میں۔'' وہ اپنے آنسوؤں کو اندر اتارتے ہوئے مسکرا کر بولی تو خالہ کو اس کے حوصلے پر رشک آنے لگا۔

''بہت بد نصیب ہے وہ جو تمہاری قدر نہ کر سکا، میں تو ماں ہوں اس کی بد دعا بھی نہیں کر سکتی۔'' نفیسہ خاتون افسردہ سی بولی تو مریم نے آگے بڑھ کر ان کو گلے لگا لیا۔

☆☆☆

زہرہ نفیسہ خاتون کی بچپن کی دوست تھی، جنہیں اب سب بوا بیگم کہتے تھے، شادی کے بعد وہ دوسرے شہر رخصت ہو کر چلی گئی تھی، اب بہت عرصے بعد واپس کراچی آئی تو نفیسہ خاتون سے ملنے چلی آئی جہاں انہیں نفیسہ خاتون کے گھر کے حالات کا پتہ چلا تو وہ دکھی ہو گئی۔

''تم اتنی بے مروت نکلی کم از کم مجھے خبر تو کرتی۔'' بوا بیگم نے شکوہ کیا۔

''بس کچھ سمجھ ہی نہ آیا کہ کیا کروں پھر تمہارا نمبر بھی بند ہو گیا تھا، تو تمہارے سے رابطہ کیسے ہوتا۔'' نفیسہ خاتون نے کہا تو بوا بیگم کو یاد آیا کہ انہوں نے وہ سم اپنی بھانجی کو دی تھی جو اس نے توڑ دی، ابھی وہ لوگ باتوں میں مصروف تھے کہ حماد وہاں چلا آیا اور بوا بیگم سے ملنے لگا۔

''حماد کی شادی کی ہے یا ابھی تک کنوار پھر رہا ہے۔'' بوا بیگم نے حماد کا جائزہ لیا۔

''بس ابھی تلاش کر رہی ہوں اچھی سی لڑکی تمہاری نظر میں کوئی ہو تو بتانا۔'' نفیسہ خاتون نے جواب دیا۔

''لڑکے تمہاری عمر میں تو نوید (شوہر) کے چار بچے ہو چکے تھے۔'' وہ کچھ ناگواری سے بولی تو حماد ہنس دیا۔

''خالہ آپ لوگ آ کر کھانا کھا لیں۔'' اچانک سے مریم اندر داخل ہوئی تو بوا بیگم کے ذہن میں کوندا سا لپکا تو وہ نفیسہ خاتون کے قریب آ کر بیٹھ گئی اور نہایت سرگوشی میں بولی۔

''ارے تم تو فضول میں پریشان ہو رہی ہو، مریم کے لئے اتنا اچھا بر گھر میں موجود ہے اور تم باہر ڈھونڈ رہی ہو۔'' حماد نے سننے کی کوشش کی مگر اس کے کچھ پلے نہ پڑا تو وہاں سے اٹھ گیا، اب وہ دونوں وہاں اکیلی موجود تھیں۔

''کیسی باتیں کرتی ہو تم بھی، وہ مریم کو بہن کی طرح سمجھتا ہی نہیں ہے بلکہ بھائی بن کر دکھایا بھی ہے اور ان دونوں کی عمر میں دس سال کا تو فرق ہے، حماد تو کبھی بھی نہیں مانے گا۔'' نفیسہ خاتون نے بوا بیگم کو سمجھایا۔

''بس کر دو بھائی سعید بھی تو تم سے پورے اٹھارہ سال بڑے تھے، مگر کہیں سے بھی نہیں لگتا تھا، بلکہ تم بڑی لگنے لگی تھی اور لڑکیوں کو بڑھنے

میں کون سا وقت لگتا ہے۔'' وہ بھی بولی تو نفیسہ خاتون سوچنے لگی۔

''میں آج ہی حماد سے بات کرتی ہوں۔''

''بات نہیں کرنی حکم سنانا ہے۔'' بوا بیگم نے سختی سے کہا تو انہوں نے اثبات میں سر ہلایا۔

''خالہ کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے۔'' مریم دوبارہ چلی آئی تو وہ دونوں کھانے کی میز پر جانے کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی۔

☆☆☆

نفیسہ خاتون کو بات کرنے کا موقع ہی نہ مل سکا، رات جوان کے سینے میں درد اٹھا وہ اس قدر بڑھ گیا کہ ہسپتال جانے کا موقع ہی نہ مل سکا اور اس طرح انہیں تمام تکالیف سے نجات مل گئی، مریم کو لگا وہ صحیح معنوں میں اب بے سائبان ہو گئی ہے، خالہ اس کے لئے سب کچھ تھیں، دانش اتنا بد نصیب تھا کہ ماں کے جنازے کو کندھا دینے بھی نہ آسکا۔

سوئم کے بعد بوا بیگم کو بھی جانا پڑ رہا تھا ان کی بہو امید سے تھی اور جلد ڈیلیوری متوقع تھی، مگر وہ جانے سے پہلے مریم کا مکمل بندوبست کر کے جانا چاہتی تھیں۔

''دیکھو حماد میاں پہلے کی بات اور تھی کہ مریم تمہارے ساتھ رہتی تھی، مگر وہ اب تنہا تمہارے ساتھ نہیں رہ سکتی۔'' بوا بیگم نے حماد سے کہا تو وہ جو سر جھکائے بیٹھا تھا ایک دم سیدھا ہوا۔

''خالہ کیا ہو گیا ہے، آپ کو وہ میری بہن ہے۔'' حماد نے کچھ سختی سے کہا تو خالہ نے سر جھٹکا۔

''میاں کہنے سے بہن نہیں ہو جاتی، پھر وہ تمہارے لئے نامحرم ہے، بھلے تم اچھے انسان ہو لیکن لوگوں کی زبان کو کون چپ کروائے گا، اسی لئے میں نے سوچا ہے کہ تم اس سے نکاح کر لو، نفیسہ خاتون کی بھی یہی خواہش تھی وہ تو اللہ نے انہیں مزید مہلت نہ دی ورنہ میری جگہ آج وہ تم سے کہہ رہی ہوتی۔'' حماد اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

''خالہ آپ یہ کیا کہہ رہی ہیں، میں ہرگز ایسا نہیں کروں گا، اگر ایسی بات ہے تو میں کوئی اچھا سا لڑکا دیکھتا ہوں۔'' وہ بدک گیا۔

''برخوردار تم لڑکا دیکھو گے جب تک مریم کو اس گھر میں تمہارے ساتھ تنہا رہنا پڑے گا، میں ضرور اسے ساتھ لے جاتی مگر یوں جوان جہان لڑکی کی ذمہ داری اٹھانا کوئی آسان کام نہیں کل کو کچھ اونچ نیچ ہو گئی تو تب بھی تم میرا گریبان پکڑو گے۔'' بوا بیگم تو گویا ارادہ کر کے ہی آئی تھی کہ اسے منا کر ہی دم لے گی۔

''خالہ آپ جو بھی کہیے مگر میں ایسا نہیں کر سکتا، پھر مریم بالکل بچی ہے نہ میں نے کبھی اسے اس نظر سے دیکھا ہے، میرے لئے تو وہ دانش کے حوالے سے عزیز تھی۔'' حماد نے بہ مشکل خود پر ضبط کیا۔

''نام مت لو اس کم بخت کا وہ اس قابل ہوتا تو رونا کس بات کا تھا، اس نکھے کو ہیرے کی قدر ہی نہ ہو سکی۔'' بوا بیگم افسردہ سی بولی۔

''خالہ آپ اسے ساتھ لے جائیے میں جب تک کوئی اچھا سا لڑکا دیکھ لوں گا۔'' حماد نے حتمی فیصلہ کیا۔

''ٹھیک ہے میاں میں اسے ساتھ لے جاتی ہوں، سلیم (بیٹا) ویسے بھی میرے ساتھ آیا ہے، مولوی کو بلا کر نکاح پڑھوا لیتی ہوں، کل کو تم کوئی الزام نہ دو۔'' خالہ نے خفگی سے کہا اور وہاں سے جانے لگی تو حماد کی نظروں میں ان کا گنجا بیٹا گھوم گیا جو تین بچوں کا ابا تھا اور باقی بھی خالہ کے

بیٹے شادی شدہ تھے۔

''ٹھیک ہے خالہ مجھے منظور ہے۔'' وہ خفا خفا سا مان گیا جبکہ خالہ کھل اٹھی، ان کا نشانہ ٹھیک لگا تھا۔

☆☆☆

سادگی سے نکاح کی رسم ہو گئی تھی، مریم کو تو معلوم ہی نہ ہوا کہ اس کا نکاح کس سے ہو رہا ہے وہ تو ابھی تک خالہ کی موت کے غم میں ڈوبی تھی، عین نکاح کے وقت جب اس سے پوچھا گیا تو وہ بوا بیگم کی طرف ٹکر ٹکر دیکھنے لگی، بوا بیگم نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا تو وہ ہوش میں آئی، دل چاہا کہ انکار کر دے مگر اس میں ہمت ہی کہاں تھی، سر کو اثبات میں ہلایا تو ہر طرف مبارک کا شور اٹھا اور وہ نڈھال سی گرتی چلی گئی، جانے سے پہلے بوا بیگم اس کے کمرے میں چلی آئی۔

''اب یہ گھر تمہارا ہے اسے سنبھالو، نفیسہ خاتون اتنی ہی زندگی لے کر آئی تھی، پھر ہم سب کو ہی اپنا وقت پورا کر کے جانا ہے، یہی اللہ کی رضا ہے، رہی بات حماد کی تو اب وہ تمہارا شوہر ہے، آہستہ آہستہ وہ بھی اس حقیقت کو قبول کر لے گا۔'' بوا بیگم نے اسے آہستگی سے سمجھایا۔

''خالہ کچھ دن اور رک جائیں، مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔'' وہ روہانسی ہوئی۔

''میں ضرور رکتی مگر مجبوری ہے اور ڈر کی بھی تم نے خوب کہی حماد ہے تمہارے پاس تو ڈر کس بات کا۔'' وہ تھوڑا خفگی سے بولی تو مریم سے سر ہلایا ورنہ دل چاہ رہا تھا کہ انہیں بتا دے کہ حقیقتاً اسے حماد سے ہی ڈر لگ رہا ہے، وہ خالہ کو رخصت کر کے سر درد کی ٹیبلٹ لے کر کمرے میں آئی، پانی کے ساتھ انہیں نگلا اور تکیے پر سر رکھ کر مختلف سوچوں کے ساتھ سو گئی۔

اسے خبر ہی نہ ہو سکی کہ وہ کتنی دیر سے سو رہی ہے مسلسل گھنٹی کی آواز پر وہ جلدی سے دوپٹہ اوڑھ کر دروازہ کھولنے آئی، جہاں حماد خونخوار تیوروں کے ساتھ گھور رہا تھا۔

''کانوں میں روئی ڈال کر سوئی تھی کیا۔''

وہ غصے سے بولا تو وہ سر جھکا کر رہ گئی جبکہ وہ کڑی نگاہ ڈال کر اندر چلا آیا وہ بھی دروازہ بند کر کے واپس آئی جہاں کچن سے کھٹ پٹ کی آوازیں آ رہی تھیں، وہ یقیناً چائے کا سامان نکال رہا تھا۔

''مم...... میں بنا دیتی ہوں۔'' وہ اٹک اٹک کر بولی تو اس نے چیزیں وہیں رکھ دیں۔

''مہربانی ہو گی، چائے کے ساتھ سر درد کی ٹیبلٹ بھی لے آنا، میں اپنے کمرے میں ہوں۔'' وہ طنز کرتے ہوئے بولا تو اس نے لب کو سختی سے بھینچ لئے چائے بنا کر وہ حماد کے کمرے میں داخل ہوئی جو آنکھیں بند کیے ہوئے تھا، اس نے ہلکا سا دروازہ بجایا تو اس نے آنکھیں کھولی۔

''یہ چائے اور ٹیبلٹ۔'' اس نے جلدی سے سائیڈ ٹیبل پر رکھی اور خود وہاں سے نکل آئی۔

☆☆☆

حماد تو صبح کا گیا رات کو واپس آتا اور وہ پورے گھر میں بولائی بولائی پھرتی، گھر کا کام ہی کتنا ہوتا تھا بس کل دو افراد تھے، منٹوں میں کام نمٹ جاتا وہ کام ختم کر کے فضول سوچوں میں کھوئی رہتی، کبھی اتنا دل بھر آتا کہ گھنٹوں تک روتی رہتی، اسے لگتا جیسے وقت رک سا گیا ہو، پڑوس میں بھی ایسا کوئی نہیں تھا جس کے گھر آتی جاتی، وہ تھی اور اذیت بھری تنہائی۔

''کھانا کھا لیا تم نے؟'' حماد جو ابھی لوٹا تھا مریم سے پوچھنے لگا۔

''جی۔'' وہ مختصر بولی، کھانا بھی وہ بس اتنا کھاتی کہ زندہ رہ سکے ورنہ تو اب جینے کی خواہش بھی مر گئی تھی۔

PRIME URDU NOVELS

"ابھی مجھے ہاسپٹل جانا ہے تو تم دروازہ اچھی طرح سے بند کرلو اور پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں، کوئی مسئلہ ہو تو مجھے کال کر دینا۔" وہ اپنی کہہ کر اٹھ گیا تھا، جبکہ وہ بے بسی سے آنسو بہانے لگی دن میں تو وہ وقت گزار ہی لیتی تھی مگر رات میں تنہا رہنا اس کی جان ہوا ہونے لگی۔

"حماد بھیا پلیز آپ رک جائیے، مجھے ڈر لگتا ہے۔" حماد جو جانے لگا تھا مریم کی التجاء پر اس کا دماغ گھوم گیا۔

"میں تمہارا نوکر نہیں ہوں جو تمہاری پہرہ داری کرتا پھروں، عجیب مصیبت ہے۔" وہ بھڑک اٹھا تو مریم کے آنسو بہنے لگے، جبکہ وہ بغیر اس کی طرف دیکھے نکل گیا تو وہ دروازہ بند کرکے اپنے کمرے میں چلی آئی لیکن ابھی اسے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ دوبارہ گھنٹی بجی، وہ ڈرتی ڈرتی دروازہ کھولنے لگی۔

"کون؟"

"میں ہوں حماد! دروازہ کھولو۔" اس نے جلدی سے چٹخنی گرائی تو وہ اندر آگیا۔

"جاؤ جاکر سو جاؤ اپنے کمرے میں۔" اس نے مریم کو کہا تو مریم کچھ دیر حیرت سے کھڑی رہی مگر جب حماد کو خود پر نظریں جمائے دیکھا تو بھاگ گئی، حماد کو تھوڑی دور جاکر ہی اندازہ ہو گیا تھا کہ واقعی ہی اسے مریم کو یوں رات کے وقت چھوڑ کر نہیں جانا چاہیے۔

☆☆☆

نہ جانے رات کا کون سا پہر تھا، اس کی آنکھ عجیب سی آوازوں سے کھلی، وہ اٹھ کر کھڑکی کے پاس آئی تو بادل زور سے گرج رہے تھے، بارش کی بوندیں عجیب ارتعاش پیدا کر رہی تھیں، اسے ہمیشہ سے ہی ایسے موسم سے خوف آتا تھا، اب بھی کمبل میں دبک کر بیٹھ گئی، معاً بجلی بھی چلی گئی، پہلے جو کچھ روشنی کا سہارا تھا وہ بھی ختم ہو گیا تو وہ اندھیرے میں بیٹھ کر زور و شور سے آنسو بہانے لگی، وہ رونے کے شغل جاری رکھے ہوئے تھی کہ اچانک کسی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو وہ ڈر کے مارے چیخنے لگی۔

"میں ہوں حماد بے وقوف۔" وہ کچھ غصے سے بولا تو وہ حماد کا سہارا پاکر اس کے سینے سے جا لگی اور روتی ہی چلی گئی جبکہ حماد تو بوکھلا گیا، وہ جانتا تو تھا کہ مریم ایسے موسم سے خوفزدہ ہو جاتی ہے مگر یہاں آکر اسے اچھی طرح اندازہ بھی ہو گیا تھا، اسے اس کی بے وقوفی پر غصہ بھی آیا۔

"اسٹوپڈ میرا گریبان تو چھوڑو۔" وہ اس کے سینے کے ساتھ لگی ہوئی تھی جبکہ وہ عجیب سے احساس میں گھر رہا تھا، حماد کے احساس دلانے پر وہ شرمندہ سی الگ ہوئی۔

"سوری۔" وہ آہستگی سے بولی۔

"میں جنریٹر آن کر دیتا ہوں تم سو جاؤ۔" وہ بولا۔

"حماد بھیا پلیز آپ آج ادھر ہی سو جائیں۔" وہ شدید ڈری ہوئی تھی جبکہ حماد نے اسے ناگواری سے دیکھا، ایک تو آج ہاسپٹل میں اتنے سارے کیسز تھے سارا دن سر اٹھانے کی فرصت بھی نہ رہی تھی تھکن حد سے سوا تھی اوپر سے میڈم مریم کی بے تکی فرمائش۔

"پلیز حماد بھیا آپ یہاں سو جائیں، میں بالکل آپ کو تنگ نہیں کروں گی۔" وہ منت بھرے لہجے میں بولی تو ناچار حماد کو ماننا پڑا تو وہ صوفے پر آکر لیٹ گیا تو مریم نے اس کے چٹان جیسے وجود کو دیکھا جو صوفے پر بے آرام ہو رہا تھا۔

"آپ یہاں بیڈ پر سو جائیں میں صوفے پر سو جاؤں گی۔" وہ اٹک اٹک کر بولی تو حماد بھی خاموشی سے بیڈ پر چلا آیا کیونکہ وہ خود بھی صوفے

پر بے آرام ہو رہا تھا، بیڈ پر لیٹتے ہی اس کے ہلکے ہلکے خراٹے گونجنے لگے، شاید آج بہت زیادہ تھکن تھی جو وہ بستر پر سر رکھتے ہی بے سدھ ہو گیا تھا ورنہ اسے اپنے کمرے کے سوا نیند کہاں آتی تھی، مریم بھی اس کی طرف سے اطمینان کر کے سو گئی۔

صبح اس کی آنکھ کھلی تو کچھ دیر وہ اردگرد کا جائزہ لیتا رہا، شاید اپنے کمرے کے علاوہ اجنبی جگہ کو دیکھا تھا، پھر رفتہ رفتہ دماغ نے کام کرنا شروع کیا تو رات کا واقعہ ذہن میں ابھرا وہ سر جھٹکتا اٹھ کھڑا ہوا، بے ارادہ ہی نظر مریم پر جا پڑی، کچھ دیر حماد اس کے نازک وجود کو دیکھتا رہا پھر چادر اٹھا کر اس پر ڈال دی اور اس کے کمرے سے نکل آیا۔

نماز ادا کرنے کے بعد وہ لوٹا تو مریم جاگ چکی تھی اور ناشتہ بنا رہی تھی، حماد کو دیکھ کر پھرتی سے ہاتھ چلانے لگی، وہ اخبار اٹھا کر پڑھنے لگا تھوڑی دیر بعد اس نے ناشتہ رکھا تو وہ چائے کے سپ لینے لگا، ناشتہ مکمل کرکے اپنے کمرے میں چلا آیا، آج صبح چونکہ اس نے شاور نہیں لیا تھا تو ارادہ تھا اس وقت لے لے۔

"اف اس لڑکی کی وجہ سے آج سارے کام آگے پیچھے ہو رہے ہیں۔" وہ بڑبڑایا۔

شاور لے کر وہ شرٹ نکالنے کے لئے الماری کی طرف آیا تو مریم جو نہ جانے کسی کام سے آئی تھی اسے بغیر شرٹ کے دیکھ کر بوکھلا گئی جبکہ حماد نے قہر بھری نگاہ اس پر ڈالی اور جو ہاتھ میں شرٹ آئی پہن لی۔

"کیا آفت تھی جو یوں منہ اٹھا کر چلی آئی۔" وہ اس پر برسا جو نگاہیں جھکائے شرمندہ سی کھڑی تھی۔

"اب بولو کیا ہوا؟" وہ غصہ ہوا۔

"وہ مجھے آگے ایڈمیشن لینا ہے تو فارم اور کتابیں لینی ہیں۔" وہ سمجھ گیا کہ اسے پیسے چاہیے تو اپنا والٹ نکال کر اس کی طرف پھینکا جو اس کے پاؤں پر آگرا جبکہ وہ بغیر اس کی طرف دیکھے چلا گیا، مریم نے اپنے قدموں کے پاس پڑے ان نوٹوں کو دیکھا تھا اور اسے لگا جیسے وہ ذلت میں گرتی جا رہی ہے۔

کسی فقیر کو بھی دیئے جاتے ہیں تو اس کی ہتھیلی پر دیئے جاتے ہیں حالانکہ وہ چند روپے ہوتے ہیں، مگر اس کی اوقات تو فقیر سے بھی بدتر تھی، اسے ہزاروں کے نوٹ دیئے گئے تھے مگر اسے لگ رہا تھا گویا اسے کے منہ پر تمانچے مارے گئے ہوں تحقیر اور ذلت کے احساس نے اس کی آنکھوں میں مرچیں سی بھر دی تھیں، دکھ اس قدر تھا کہ جب رات کو حماد واپس لوٹا تو اس نے والٹ اسے واپس لوٹا دیا، جبکہ وہ کندھے اچکا کر رہ گیا، گویا اسے کوئی فرق ہی نہ پڑا ہو، اس رات وہ آنسو بہاتی رہی تھی۔

☆☆☆

آج کل حماد بہت زیادہ خوش رہنے لگا تھا، نہ جانے کس کے خیالوں میں گم ہوتا جو مسکرانے لگتا، مریم حیرت سے اسے دیکھنے لگتی، اس وقت بھی وہ موبائل میں نہ جانے کس کے ساتھ خوش گپیوں میں مصروف تھا۔

"نیم چڑھا کریلا۔" وہ بڑبڑائی، آج چونکہ سنڈے تھا اس لئے وہ گھر پر تھا، لیکن اس کا گھر پر ہونا نہ ہونا برابر ہوتا تھا، وہ سر جھٹکتی اپنے کام میں مصروف ہو گئی تھی کہ اسی دوران دروازے پر بیل ہوئی وہ کچھ دیر انتظار کرتے ہوئے کھڑی رہی کہ شاید حماد اٹھ جائے مگر وہ نہ جانے کس کے ساتھ مگن تھا، وہ اسے کوستے ہوئے خود دروازے کے پاس چلی آئی اور سامنے بوا بیگم کو دیکھ کر اس کے

PRIME URDU NOVELS

چہرے پر پھول کھل اٹھے، بوا بیگم اس سے پرتپاک سے ملی، حماد نے بھی بوا بیگم کی آواز کو سنا تو فوراً کال ڈراپ کر دی اور ان سے ملنے لگا، بوا بیگم نے ان دونوں کا تفصیلی جائزہ لیا۔

''ارے مریم تمہارے پاس یہی سوٹ ہے کیا، ذرا اس کا رنگ تو دیکھو کس قدر پھیکا پڑ گیا ہے۔'' بوا بیگم نے کڑے تیوروں سے پوچھا جبکہ وہ سٹپٹائی تھی اور وہاں سے کھسکنے کی کی۔

''چلو وہ بچی تو گھر سے نکلتی ہی نہیں ہے مگر میاں تمہیں تو خیال کرنا چاہیے، بیوی ہے تمہاری اور کچھ حقوق ہیں اس کے تمہارے پر، میاں اپنی ذمہ داری کو پورا کرنا سیکھو۔'' وہ لگتا تھا سارا حساب کتاب آج ہی کرنے آئی تھی، حماد تو صحیح معنوں میں بوکھلا گیا تھا۔

''خالہ ایسی بات نہیں ہے۔'' وہ بہ مشکل بولا۔

''بس کر دو برخوردار میں سب دیکھ چکی ہوں، غضب خدا کا تم دونوں میاں بیوی ہو مگر یوں لگتا ہے جیسے ایک دوسرے کو جانتے ہی نہیں، مریم کو دیکھو تو صدیوں کی بیمار لگ رہی ہے، سہاگنیں یوں ہوتی ہیں بھلا نہ کانوں میں بالیاں، نہ ناک میں لانگ ہاتھ کی کلائیاں بھی سونی ہیں، پتا نہیں کس چیز کا غم منا رہے ہو تم لوگ۔'' وہ برہم ہوئی تھی، حماد کی بھی بولی ان کے سامنے بند تھی پھر وہ ان کا بہت احترام کرتا تھا۔

''خالہ آپ مریم سے باتیں کریں میں ذرا آتا ہوں مارکیٹ سے۔'' وہ وہاں سے اٹھ گیا، ورنہ بعید نہیں تھا خالہ اس کو مزید بے عزت کرتی، اس کے جانے کے بعد مریم وہاں چلی۔

''دیکھو مریم یہ جو مرد ہوتے ہیں نہ انہیں جب تک عورت اپنے وجود کا احساس نہ دلائے نہ یہ کبھی بھی اس پر توجہ نہیں دیتے تم لوگوں کی شادی کو چھ ماہ ہونے کو آئے ہیں اس دوران تو میاں بیوی میں اچھی خاصی انڈر اسٹینڈنگ ہو جاتی ہے، جبکہ تمہیں دیکھ کر لگتا ہے جیسے تم لوگوں نے کبھی ایک دوسرے کو مخاطب نہ کیا ہو، یہ رشتہ سب سے زیادہ مقدس ہوتا ہے، اس کی قدر کرو اور اسے احساس دلاؤ کہ تم اس کی بیوی ہو۔'' بوا بیگم اسے سمجھا رہی تھی جبکہ وہ خاموشی سے سن رہی تھی۔

☆☆☆

دروازے پر ہونے والی مسلسل بیل پر وہ دروازہ کھولنے گئی تو سامنے نہایت خوبصورت سی لڑکی تھی۔

''ڈاکٹر حماد گھر پر ہے۔'' اس لڑکی نے پوچھا اور مریم کا تفصیلی جائزہ لیا۔

''نہیں۔'' وہ مختصر بولی کہ اسی دوران بوا بیگم چلی آئی تو اس لڑکی نے جھٹ سلام کیا جبکہ بوا بیگم نے چشمے کے پیچھے سے اسے گھورا۔

''اندر آ جاؤ۔'' بوا بیگم نے کہا تو وہ اندر چلی آئی اور بوا بیگم اس کا تفصیلی انٹرویو لینے کے لئے بیٹھ گئی اور مریم چائے لے کر آئی اور ان کو چائے دے کر جانے لگی تو اس لڑکی نے اچانک پوچھا۔

''یہ کون ہے؟'' مریم نے ہونٹ بھینچے نہ جانے حماد نے اس کا تعارف کسی سے کروایا بھی تھا یا نہیں وہ بوا بیگم کو اپنے بارے میں بتانے سے روکنے لگی۔

''اپنے حماد کی منکوحہ ہے۔'' بوا بیگم مزے سے بولی وہ کافی سمجھدار خاتون تھیں فوراً اس لڑکی کو دیکھ کر بھانپ گئی کہ معاملہ کچھ اور ہی ہے۔

''تمہارا نام کیا ہے؟'' بوا نے پوچھا۔

''ڈاکٹر ژالے۔'' وہ مختصر بولی ورنہ دل چاہ رہا تھا یہاں سے بھاگ جائے، مریم کو وہ حماد کے گھر میں دیکھ ٹھٹکی تھی کہ اس قدر حسین لڑکی اور وہ بھی حماد کے گھر میں کیا کر رہی ہے۔

''بیٹا تم نے شادی نہیں کی، بس جلدی سے اب شادی کر لو۔'' بوا بیگم بظاہر مسکرا کر بول رہی تھی مگر ان کی باتوں میں چھپے مفہوم سے مریم اور ژالے اچھی طرح واقف ہو رہی تھی۔

''اچھا مریم تم ان کے پاس بیٹھو میں ذرا نماز ادا کر لوں۔'' بوا بیگم اپنا کام کر کے وہاں سے جا چکی تھی، جبکہ مریم اپنی انگلیاں مسلنے لگی نہ جانے اب کیا ہو۔

''میں چلتی ہوں۔'' ڈاکٹر ژالے وہاں سے اٹھ گئی اگر وہ مزید تھوڑی دیر وہاں بیٹھتی تو یقیناً اپنا ضبط کھو دیتی، جبکہ مریم کو نئی فکر نے آ گھیرا کہ نہ جانے حماد اس کے ساتھ کیا سلوک کرے۔

☆☆☆

حماد آج لوٹا تھا تو خالی ہاتھ نہیں آیا تھا، کچھ جوتے اور کپڑے تھے جو وہ مریم کے لئے لے کر آیا تھا، مگر مریم نے انہیں اٹھا کر الماری کے سب سے نچلے تہہ خانے میں ڈال دیا بھلا جب دل میں جگہ نہ ہو تو ان چیزوں کا کیا کرنا۔

حماد شاور لے کر باہر نکلا تو نہ جانے کس کی کال تھی، موبائل اٹھا کر دیکھا تو ڈاکٹر ژالے کا نام جگمگا رہا تھا، لمحوں میں اس کا موڈ خوشگوار ہو گیا تھا۔

''ہم ابھی مل سکتے ہیں کہیں۔'' ڈاکٹر ژالے نے سنجیدگی سے کہا۔

''بالکل میں ابھی آتا ہوں۔'' اس نے کال ڈراپ کی اور مریم کے پاس آیا۔

''میں جا رہا ہوں ایک کام سے ایک گھنٹے تک لوٹ آؤں گا۔'' مریم نے اثبات میں سر ہلایا، بوا بیگم نے نک سک سے تیار حماد کو بغور دیکھا پھر مریم کی طرف دیکھا جسے کوئی فرق ہی نہیں پڑا تھا، انہیں شدید ترین غصہ آیا تھا۔

''ادھر آؤ ذرا مریم۔'' بوا بیگم نے حماد کے جانے کے بعد اسے بلایا تو وہ چولہے کی آنچ کم کر کے وہاں آ گئی۔

''جی خالہ کیا ہوا؟'' وہ مسکرا کر بولی۔

''یہ حماد اس وقت کہاں گیا ہے؟'' انہوں نے پوچھا۔

''کسی کام سے گئے ہیں ایک گھنٹے تک آ جائیں گے۔'' وہ رٹا رٹایا سبق بتانے لگی۔

''کسی کام وام سے نہیں گئے ضرور اس ڈاکٹر سے ملنے گیا ہے، مریم کچھ عقل کے ناخن لو اور اس سے پوچھو کہ وہ کہاں آتا جاتا ہے۔'' بوا بیگم نے اسے کہا تو وہ خاموشی سے وہاں سے اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی آئی، اسے اپنی بے بسی پر رونا آنے لگا، بھلا اس نے کہا اسے یہ حق دیا تھا کہ وہ اس کے لمحوں کا حساب لیتی پھرے، بھلا اس سے بھی زیادہ کوئی احمق ہو سکتا تھا۔

☆☆☆

وہ سر جھکائے شرمندگی سے بیٹھا تھا، جبکہ ڈاکٹر ژالے اس پر برہم ہو رہی تھی۔

''ڈاکٹر حماد میں تمہیں سب سے الگ سمجھی تھی مگر تم بھی انہیں مردوں جیسے نکلے ہو، بہت برے لگتے ہیں مجھے وہ لوگ جو دھوکہ دے، اگر میں اس دن تمہارے گھر نہ جاتی تو تم نے مجھے ایسے ہی بے خبر رکھنا تھا۔'' وہ مسلسل بول رہی تھی۔

''ایسی بات نہیں ہیں ژالے میں تمہیں بتانے ہی والا تھا۔'' جبکہ ڈاکٹر ژالے نے اس کی بات کاٹ دی۔

''واقعی تم مجھے بتانے والے تھے کہ تمہارے گھر میں ایک حسین دوشیزہ رہتی ہے، میں تو اسے دیکھتے ہی ٹھٹک گئی تھی بھلا اتنی حسین لڑکی وہ بھی تنہا تمہارے ساتھ کیسے رہ سکتی ہے، ظاہر ہے کوئی مضبوط رشتہ ہو گا تب ہی وہ وہاں موجود ہے، خیر

آج سے ہمارے راستے الگ الگ ہیں۔" حماد نے گہرا سانس لیا تھا، اسے کون سا ڈاکٹر ژالے کے ساتھ دھواں دار عشق ہوا تھا بس وہ اسے اچھی لگی اور زیادہ ہاتھ تو ڈاکٹر ژالے کا تھا جو اسے ڈاکٹر حماد پسند آیا تھا لیکن حماد کو بہت افسوس ہوا تھا جو وہ اس پر یوں بے اعتباری ظاہر کر رہی تھی۔

اسے رخصت کر کے وہ گھر پہنچا تو مریم کو اس نے آواز دی تو مریم دھڑکتے دل کے ساتھ اس کے کمرے میں چلی آئی۔

"تمہیں یہ خوش فہمی کب سے ہونے لگی کہ تم میری بیوی ہو۔" کڑے تیوروں سے پوچھا گیا تھا۔

"جی کیا......؟" وہ صورتحال کو سمجھنے لگی۔

"ڈاکٹر ژالے سے فضول بکواس کرنے کی کیا ضرورت تھی۔" وہ غرایا تھا، جبکہ اسے سمجھنے میں دیر نہیں لگی تھی، وہی ہوا تھا جس کا اسے ڈر تھا حالانکہ اس نے بوا بیگم کو بتانے سے کتنا منع کیا تھا مگر وہ بوا بیگم ہی کیا جو مان جائے۔

"میں نے کچھ نہیں کیا۔" وہ منمنائی تھی جبکہ وہ زور سے چلایا۔

"دفع ہو جاؤ یہاں سے، نہ جانے کیوں مسلط کر دیا گیا ہے تمہیں تنگ آ گیا ہوں تمہاری صورت کو دیکھ کر۔" اس نے دھاڑ سے دروازہ بند کیا تھا، وہ اپنے وجود کو گھسیٹتی ہوئی اپنے کمرے میں چلی آئی اور خالہ خالو کی تصویر اٹھا کر روتی چلی گئی۔

☆☆☆

وہ صبح پودوں کو پانی دے رہی تھی، جب پیچھے سے اسے کسی نے آواز دی پہلے تو وہ اس آواز کو اپنا وہم سمجھی مگر جب دوبارہ اس کا نام لیا گیا تو وہ پلٹی تھی، بلاشبہ وہ وہی تھا۔

"دانش۔" اس کے ہونٹوں نے بے آواز جنبش کی تو وہ ہولے سے مسکرا دیا۔

"تم تو ذرا بھی نہیں بدلی ویسی ہی ڈرپوک ہو لیکن پہلے سے زیادہ خوبصورت ہو گئی ہو۔" وہ ہمیشہ ہی بے تکا بولتا تھا، مریم نے کس قدر ناگواری سے اسے دیکھا تھا، کبھی وہ سوچا کرتی تھی کہ کبھی زندگی میں اس کا دانش سے سامنا ہوا تو وہ چیخے گی چلائے گی مگر اس کی ذات بالکل پرسکون تھی، اسے دیکھ کر اس کے اندر کوئی بھی جذبہ پیدا نہیں ہوا تھا گویا کسی اجنبی کو دوبارہ دیکھ لیا ہو۔

"کیا سوچنے لگی ہو تم، اتنے دنوں بعد آیا ہوں اور تم اداس صورت لے کر کھڑی ہو۔" وہ یوں باتیں کر رہا تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو مگر وہ خاموش رہی یا پھر اس نے ضروری ہی نہ سمجھا اسے جواب دینا۔

وہ مزید کچھ بولتا کہ بوا بیگم اپنے سامان سمیت حماد کے ساتھ آ رہی تھی، دانش کو دیکھ کر کچھ دیر کے لئے وہ ساکت رہ گئے پھر دانش ہی ان سے خود گلے ملا، بوا بیگم نے کس قدر ناگواری سے اسے دیکھا تھا۔

"آ گئے تم۔" انہوں نے روکھے سے لہجے میں کہا۔

"خالہ مجھے تو آنا ہی تھا، پھر پرائے دیس میں کہاں وفا ہوتی ہے، جینی نے بھی مجھ سے بے وفائی کی اور دوسرے مرد سے شادی کر لی تو میں نے بھی اس پر لعنت بھیج دی اور واپس لوٹ آیا۔" وہ بولا۔

"نہ میاں اس نے تم پر لعنت بھیجی ہے تبھی تو تم یہاں آئے ہو۔" وہ بھی بوا بیگم تھی کسی کا ادھار نہ رکھنے والی مگر دانش کہاں شرمندہ ہونے والا تھا کھلا کر ہنس دیا۔

"اچھا بھئی حماد میں جا رہی ہوں لیکن مریم کا خیال رکھنا ذرا، پھر پہلے کی بات اور تھی لیکن

اب تو وجہ بھی ہے۔" بوا بیگم نے گہری بات کی تھی مگر حماد کچھ نہ سمجھا تھا، بوا بیگم کے جانے کے بعد مریم تو اپنے کمرے میں چلی آئی جبکہ حماد کے پاس دانش آ کر بیٹھ گیا، حماد نے کس قدر ناپسندیدہ نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

☆☆☆

"اے مریم ایک کپ چائے تو بنا دو مجھے بھی۔" مریم جو کچن میں چائے بنا رہی تھی دانش کی طرف دھیان دیئے بغیر چولہے کی آگ کبھی زیادہ کرتی کبھی کم۔

"ویسے مریم اب میں بہت پچھتاتا ہوں جو ناحق تمہیں اتنا بڑا دکھ دیا، لیکن اب میں آ گیا ہوں نہ تو دیکھنا تمہارے تمام دکھوں کا ازالہ کر دوں گا۔" مریم کا دل چاہا کہ کوئی چیز اسے اٹھا کر دے مارے کس قدر چیپ انسان تھا۔

"مریم تمہیں ایک کپ چائے کا کہا تھا اور تم یہاں مذاکرات کرنے لگ گئی۔" حماد جو اتنی دیر سے چائے کا انتظار کر رہا تھا چلا آیا، دانش کو مریم کے پاس دیکھ کر اسے نہ جانے کیوں برا لگا۔

"یہ لیں۔" وہ اس کے سامنے چائے رکھ کر وہاں سے چلی گئی۔

"بھیا آپ کے پاس کچھ پیسے ہوں گے، اصل میں یہاں میرا دوست ہے مجھے اس کے ساتھ کاروبار کرنا ہے۔" دانش نے آہستگی سے کہا تو حماد کو غصہ تو بہت آیا مگر خود پر ضبط کیا۔

"فی الحال تو میرے پاس خود پیسوں کی کمی ہے۔" دانش کو ٹکا سا جواب دے کر وہ چائے اٹھا کر اپنے کمرے میں آ گیا، اسے سمجھ آ گئی تھی کہ دانش خالی ہاتھ لوٹا ہے اور اب جب کچھ نہیں ہے تو بھائی یاد آیا ہے۔

☆☆☆

"یا اللہ تو مجھے اٹھا کیوں نہیں لیتا، میں سب پر بوجھ ہوں، کاش امی ابو آپ مجھے چھوڑ کر نہ جاتے، کاش اللہ میاں ان کی جگہ مجھے اٹھا لیتا، حماد بھیا ہے تو وہ مجھ سے تنگ ہے آخر ان پر مسلط کر دی گئی ہوں پہلے زندگی میں آزمائشیں کم تھیں جو دانش مزید اضافہ کرنے آ گیا، جب دیکھو میرے پیچھے گھوم رہا ہوتا ہے، دل چاہتا ہے کہ اسے نکال پھینکوں کہیں مگر پھر بھی حماد کو اعتراض ہو گا آخر کو اس کا بھائی ہے، یا اللہ یہی آخری پناہ گاہ ہے میرے لئے مجھے یہاں سے دربدر نہ کرنا ورنہ میں کدھر جاؤں گی۔" وہ گھٹنوں میں سر دیئے رات کے اس پہر بلک بلک کر رو رہی تھی حماد جو مریم کو اپنے کمرے میں نہ پا کر اسے ڈھونڈ رہا تھا اسے یوں اللہ سے فریاد کرتا پا کر سن رہ گیا، وہ بغیر کچھ کہے اپنے کمرے میں آ گیا تھا اور پھر پوری رات اس کی جاگتے ہوئے گزری تھی۔

☆☆☆

مریم جو صبح صبح اٹھ جاتی تھی، آج اپنے کمرے سے نہ نکلی تو حماد کو تشویش نے آن گھیرا، وہ اس کے کمرے میں آیا تو دروازہ اندر سے لاک تھا دو تین بار دستک دینے پر بھی نہ کھلا تو اس نے ماسٹر کی سے کھولا اور اندر داخل ہوا، جہاں مریم بخار میں جل رہی تھی، وہ ٹھنڈے پانی کا باؤل لے کر آیا اور اس کے ماتھے پر پٹیاں رکھی تو ایک گھنٹے تک بخار میں کچھ کمی ہوئی تو مریم نے بھی آنکھیں کھولی اور حماد کو اپنے قریب پا کر وہ سرعت سے اٹھی۔

"آرام سے اٹھو، بخار ہے تمہیں۔" وہ بولا تو وہ بڑبڑائی۔

"بخار ہی ہے نہ مری تو نہیں۔" حماد اس کی بڑبڑاہٹ پر مسکرایا۔

"زور سے بولو۔" وہ اس کا بازو پکڑ کر اس کا بخار چیک کرنے لگا تو اس نے اپنا بازو چھڑوانا

PRIME URDU NOVELS

چاہا۔

''مائنڈ اٹ محترمہ میں ایک ڈاکٹر بھی ہوں۔'' وہ کچھ سختی سے بولا، تو وہ خفگی سے اسے دیکھنے لگی تھی جبکہ حماد بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا، اس نے گھبرا کر اپنی پلکیں نیچے گرالیں، وہ مسکراتا ہوا اٹھ کر باہر گیا تھا پھر واپس آیا تو ٹرے میں دودھ، ڈبل روٹی کے چند سلائس اور ٹیبلٹ موجود تھیں۔

''چلو اب اچھے بچوں کی طرح یہ کھاؤ پھر دوا بھی لینی ہے۔'' وہ پیار سے بولا تو مریم نے صاف انکار کر دیا۔

''اچھے بچے ضد نہیں کرتے، شرافت سے کھالو ورنہ مجھے اچھی طرح سے کھلانا بھی آتا ہے۔'' وہ کچھ رعب سے بولا تو وہ چڑ گئی۔

''بچی نہیں ہوں میں۔'' وہ ناراضگی سے بولی تو وہ ہنس دیا۔

''دیکھ رہا ہوں کہ اب تم واقعی ہی بڑی ہو گئی ہو، لو یہ کھاؤ۔'' اس کے دیکھنے کا انداز اسے پزل کر رہا تھا دل چاہ رہا تھا کہ وہ یہاں سے چلا جائے یا پھر وہ ہی اس کمرے سے نکل جائے مگر افسوس کہ وہ کسی بھی بات پر عمل نہیں کر سکتی تھی، اس لئے خاموشی سے دودھ کا گلاس پی کر ٹیبلٹ لی تھیں، حماد نے اس پر کمبل ٹھیک کیا۔

''اب تم آرام کرو، پھر مزید تمہاری طبیعت ٹھیک ہونے پر کلاس لی جائے گی۔'' وہ گہری نظروں سے اس دیکھتا باہر نکل آیا، واقعی ہی ڈاکٹر ژالے ٹھیک کہتی تھی کہ مریم کو دیکھ کر اگلا بندہ ضرور ٹھٹک جاتا ہے، وہ مسکرا دیا تھا، دل کی دنیا بدل گئی تھی شاید۔

☆☆☆

دانش آوارہ گردی کر کے واپس لوٹا تو مریم کو آوازیں دینے لگا جبکہ حماد نے ناگواری سے اس کے انداز کو ملاحظہ فرمایا تھا، اسے کچھ دن قبل بوا بیگم کی نصیحت یاد آئی تھی، جو اسے مریم کا اس قدر خیال رکھنے کا کہہ گئی تھیں اور وجہ یقیناً دانش ہی تھا۔

''بھیا آج آپ گھر پر ہیں۔'' دانش نے حماد کو دیکھ کر کہا۔

''ہاں میں گھر پر ہی ہوں، مگر تم کہاں غائب تھے، کم از کم تمہیں اپنی بھابھی کا ہی خیال کرنا چاہیے تھا۔'' حماد نے کچھ برہمی سے کہا۔

''بھابھی۔'' وہ ناسمجھی سے حماد کو دیکھنے لگا تو حماد سمجھ گیا کہ مریم نے اسے اس رشتے کے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔

''ہاں تمہاری بھابھی مریم صبح سے بخار ہے اسے شکر ہے میں نے دیکھ لیا۔'' دانش کا دماغ سائیں سائیں کرنے لگا تو مریم اور حماد...... اف اور وہ کیا سمجھ رہا تھا، کس قدر شرمندگی ہو رہی تھی اسے، وہ سر جھکائے وہاں سے اٹھ کر چلا گیا پھر تھوڑی دیر بعد لوٹا تو ہاتھ میں اپنا سامان اٹھائے ہوئے تھا۔

''کہاں جا رہے ہو؟'' حماد نے پوچھا۔

''بھیا میں ہاسٹل جا رہا ہوں، اگر ہو سکے تو مجھے معاف کر دیجئے گا، میں بہت برا ہوں بھیا، نہ جانے مریم بھابھی نے میرے بارے میں کیا سوچا ہو گا، پتا نہیں کیا کیا کہہ دیا ان سے۔'' وہ واقعی ہی بہت زیادہ شرمندہ تھا تو حماد نے اسے گلے لگا لیا۔

''رکو میں ابھی آتا ہوں۔'' حماد نے کہا اور پھر کمرے میں جا کر چیک پر سائن کیے اور اسے لا کر تھما دیا۔

''یہ رکھ لو۔'' حماد نے کہا مگر وہ واپس دینے لگا تو حماد قدرے خفگی سے بولا۔

''رکھ لو ہمیشہ اپنی ہی کرتے ہو اور نقصان اٹھاتے ہو، اس سے اپنا کاروبار شروع کرو پھر تمہارے لئے کوئی اچھا سا رشتہ ڈھونڈتے ہیں۔'' حماد نے کہا تو دانش نے رکھ لیا پھر دونوں بھائی گلے ملے اور دانش پھر وہاں سے جانے لگا جبکہ اس کے لئے یہی بہتر بھی تھا۔

''اچھا میں ذرا تمہاری بھابھی کو دیکھ لوں، حالانکہ بخار تو اتر چکا ہے پھر بھی کمرہ نشین ہے۔'' حماد اس کی کمر تھپتھپاتا ہوا مریم کی طرف جانے لگا۔

☆☆☆

وہ اندر داخل ہوا تو حیرت زدہ رہ گیا مریم بیگ میں اپنے کپڑے ڈال رہی تھی۔

''یہ کیا ہو رہا ہے؟'' وہ حماد کی آواز پر اچھل پڑی لیکن فوراً سنبھل بھی گئی۔

''سامان پیک کر رہی ہوں۔'' آواز کافی پر اعتماد تھی۔

''مگر وہ کس لئے، ہم تو کہیں نہیں جا رہے۔'' وہ سنجیدگی سے بولا۔

''میں نے بھی اپنی بات کی ہے۔'' وہ بھی سنجیدگی سے بولی۔

''کہاں؟''

''بوا بیگم کے پاس۔'' وہ بوا بیگم پر زور دیتے ہوئے بولی۔

''خبردار جو گھر سے پاؤں بھی نکالا۔'' ایک پل میں اسے غصہ آیا تھا، اس نے سارا سامان نکال کر باہر پھینک دیا تو وہ رونے لگی۔

''آخر کیا چاہتے ہیں آپ، کبھی کہتے ہیں میں آپ پر مسلط کر دی گئی اور اب جب آپ کی خواہش کو پورا کر رہی ہو تب بھی آپ کو تکلیف ہو رہی ہے، آخر کیا کروں؟'' وہ زور و شور سے رو رہی تھی۔

''تکلیف تو ہو گی مجھے۔'' اس نے حماد کی بات پر سر اٹھایا تھا جو گہری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

''ادھر آ کر پہلے میری بات سنو۔'' اس نے زبردستی مریم کو پاس بٹھایا۔

''دیکھو مریم یہ سچ بات ہے کہ ہمارے درمیان جو رشتہ تھا اسے میں نے کبھی اہمیت ہی نہیں دی، لیکن یہ بھی سچ ہے کہ آہستہ آہستہ تم میرے دل میں گھر کرتی گئی ہو۔'' وہ مزید بولتا مگر مریم نے فوراً اس کی بات کاٹ دی۔

''تبھی تو ڈاکٹر ژالے آپ کی زندگی میں چلی آئی۔'' وہ نروٹھے پن سے بولی، جبکہ وہ ہنستا ہی چلا گیا۔

''ہاں یہ وجہ بھی کہہ سکتی ہوں مگر وہ صرف وقتی ابال تھا، اصل وجہ تم ہی تھی میرے لئے بہت مشکل ہو گیا تھا تمہیں اپنی منکوحہ کے روپ میں قبول کرنا کیونکہ میں نے تمہیں ہمیشہ دانش کے حوالے سے عزیز رکھا تھا، شاید میں اس حقیقت کو اب بھی قبول نہ کرتا اگر دانش کی دوبارہ آمد نہ ہوتی، مجھے بالکل بھی اچھا نہیں لگتا تھا جب وہ تمہارے اردگرد گھومتا تھا، یہی احساس مجھے باور کروا گیا کہ تم تو کب سے میرے دل میں جگہ بنا چکی ہو بس میں ہی تسلیم نہیں کر رہا تھا۔'' وہ آہستگی سے ساری حقیقت اسے بتا رہا تھا اور مریم کے دل سے بوجھ ہٹتا جا رہا تھا۔

''پھر بھی آپ نے مجھے اتنا رلایا۔'' وہ فوراً شکایت کرنے لگی۔

''میں دیکھ رہا تھا کہ تم بھی مجھ سے محبت کرنے لگی ہو یا۔'' وہ شوخ ہوا تو مریم کو اپنی گال لہو چھلکاتی محسوس ہوئی۔

''پلیز حماد بھیا......''

''اف لڑکی اب تو بھیا کہنا چھوڑ دو۔'' حماد نے خفگی سے کہا تو اسے بھی احساس ہوا کہ اس نے اب تک بھیا کہنا نہیں چھوڑا تھا، وہ جھینپ گئی

PRIME URDU NOVELS

تو وہ ہنس دیا۔

”مجھے نہیں پتا تھا کہ تم اتنی جلدی مان جاؤ گی۔“ وہ مریم کو خود سے قریب کرتے ہوئے بولا تو مریم بوکھلا گئی۔

”زیادہ تنگ نہ کریں۔“ تو وہ ہنس دیا۔

”چلو اب اپنا سامان پیک کرلو۔“ حماد نے کہا تو حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔

”کیا بغیر سامان کے میرے کمرے میں شفٹ ہونا ہے۔“ اس کی بات پر وہ شرما کر اپنے ہاتھوں میں چہرہ چھپا گئی، جبکہ حماد کو اس کی ادا پہ اپنا دل بے قابو ہوتا محسوس ہوا، پھر دونوں نے مل کر سارا سامان شفٹ کیا، پھر وہ مریم کا ہاتھ پکڑ کر نیچے سیڑھیاں اترنے لگا، لیکن کمرے میں جانے سے پہلے اس نے اسے روک دیا پھر ہاتھ میں ایک شاپنگ بیگ لے کر وہ اس کے پاس چلا آیا۔

”مریم پلیز آج یہ تم زیب تن کرو۔“ حماد نے پہلی بار فرمائش کی تھی تو مریم نے اثبات میں سر ہلا کر اسے گویا مان بخش دیا۔

وہ واپس اوپر آئی اور بیگ کو کھول کر دیکھا تو ڈیپ ریڈ کلر کی ساڑھی موجود تھی، اس کے ساتھ میچنگ جیولری، چوڑیاں اور سینڈل وغیرہ بھی موجود تھیں، وہ تمام چیزوں کا جائزہ لینے کے بعد ساڑھی کو اٹھا کر باندھنے لگی، پھر بالوں کو کھلا چھوڑ دیا، جیولری پہنی اور دونوں ہاتھوں میں چوڑیاں بھی پہنی، ہلکے پھلکے میک اپ میں وہ اس قدر حسین لگ رہی تھی کہ وہ خود بھی حیران رہ گئی، آہستگی سے سیڑھیاں اترتی وہ حماد کے کمرے میں لوٹ آئی جو آنکھیں بند کیے لیٹا تھا اسے سمجھ میں نہیں آیا کیا کرے، کچھ دیر یونہی کھڑی رہی پھر آہستگی سے اپنے ہاتھوں کو ہلایا تو چوڑیاں ارتعاش سا پیدا کرنے لگی، حماد نے جو سیدھے ہو کر آنکھ کھولی تو ایک پل کو اسے یقین ہی نہ آیا کہ سامنے کھڑی لڑکی مریم ہی ہے، ہمیشہ سادگی میں رہنے والی کی آج چھب ہی نرالی تھی، وہ اٹھ کر اس کے پاس چلا آیا۔

”بہت پیاری لگ رہی ہو، مریم آج میں چاہتا ہوں کہ تمام پرانی باتوں کو بھلا کر ہم اپنی زندگی کا آغاز کریں، امی ابو کے جانے کے بعد بہت اکیلا پڑ گیا ہوں، بہت ٹوٹ گیا ہوں، کیا تم مجھے سمیٹ لوگی۔“ مریم نے اثبات میں سر ہلایا تھا حماد نے اس کے آگے ہاتھ پھیلایا تھا تو مریم نے اس کی آنکھوں میں دیکھا جہاں پیار کا ایک جہاں آباد تھا، مریم زیادہ دیر اس نظارے کی تاب نہیں لا سکی تھی اور نظریں جھکا لی کہ اسی دوران باہر بادل برسنا شروع ہوگئے تھے، مریم جو اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ دینے سے گھبرا رہی تھی، بادلوں کی گڑگڑاہٹ سن کر اس کے سینے سے جا لگی جبکہ حماد کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

”تم تو تڑپا رہی تھی، آخر اللہ کو مجھ پر رحم آ گیا۔“ وہ اس کے کانوں میں سرگوشی کر رہا تھا، جبکہ وہ چھوئی موئی بنی جا رہی تھی، باہر بادل دھرتی کو سیراب کر رہے تھے جبکہ اندر مریم اس کی محبت سے سیراب ہو رہی تھی اور چوڑیوں کا شور بڑھتا جا رہا تھا، آخر دو مخالف سمت میں رہنے والے آپس میں مل گئے تھے اور دور افق پر چاند ان کے ملن پر مسکرا دیا تھا۔

☆☆☆

PRIME URDU NOVELS